

عمارہ طاہر

اسکالر ایم فل، شعبہ اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

ڈاکٹر ارم صبا

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو زبان و ادب فاطمہ جناح وومن یونیورسٹی راولپنڈی

اجتہاد، اکیسویں صدی اور ٹیکنالوجی: ایک تقابلی مطالعہ

Ammara Tahir*

M.Phil Scholar, Department of Iqbal Studies, The Islamia University Bahawalpur.

Dr. Irum Saba

Assistant Professor Urdu Zuban O Adab, Fatima Jinnah Women University Rawalpindi

*Corresponding Author: ammaratahir1989@gmail.com

Ijtihad in 21st Century and Technology: A Comparative Study

This research Paper explores the intellectual correlation and practical; harmony between Ijtihad (Islamic jurisprudential reasoning) and modern technology. Ijtihad is a foundational concept in Islamic law that enables dynamic problem-solving through the interplay of reason and scriptural sources, while technology represents a force of rapid change; introducing new challenges in social, scientific, and ethical spheres. The paper highlights how technology can enhance the scope, speed, and accessibility of Ijtihad, and how collaboration between Islamic scholars and technologists can yield contextually relevant religious solutions. The study concludes that integrating technology within the framework of Ijtihad; is a crucial need of the time, provided it remains aligned with the higher objectives (Maqasid al-Shariah) of Islamic law.

Key Words: *Ijtihad, Islamic Jurisprudence, Modern Technology, Digital, Fatwa, Artificial Intelligence, Contemporary Islamic Thought.*

اجتہاد اسلامی فکر و قانون کا وہ اعلیٰ اصول ہے جس کے ذریعے بدلتے حالات اور نئے مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں تلاش کیا جاتا ہے۔ دوسری جانب ٹیکنالوجی ایک جدید علمی و عملی ترقی ہے جس نے انسانی زندگی کے ہر شعبے کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ اس مقالے میں ان دونوں نظریات کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے تاکہ یہ جانا جاسکے کہ جدید سائنسی مسائل کو اسلامی اصولوں کے مطابق حل کرنے کے لیے اجتہاد کو کس حد تک ٹیکنالوجی کی مدد حاصل ہو سکتی ہے۔ تحقیق سے واضح ہوا کہ ڈیجیٹل ذرائع، مصنوعی ذہانت، اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجی جیسے شعبے اسلامی اجتہاد کو وسعت اور رفتار دے سکتے ہیں، بشرطیکہ علماء اور ماہرین ٹیکنالوجی مل کر کام کریں۔ مقالے میں اجتہاد کی نئی جہات، سائنسی فتویٰ سازی، اور عصر حاضر میں دینی رہنمائی کے لیے ٹیکنالوجی کے کردار پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اسلام ایک ہمہ جہت دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو پر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کی تعلیمات کسی ایک زمان و مکان تک محدود نہیں بلکہ ہر دور کے انسان کی ضرورتوں کا احاطہ کرتی ہیں۔ یہی وہ خاصیت ہے جو اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے۔ اسلامی شریعت کی لچکدار فطرت اور اس میں اجتہاد کی گنجائش دین کو ہر دور کے مسائل سے ہم آہنگ رکھنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اجتہاد، یعنی عقل و فکر کے استعمال سے شریعت کی روشنی میں نئے مسائل کا حل تلاش کرنا، اسلامی قانون کی ترقی و ارتقاء کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اس عمل کے ذریعے امت مسلمہ نہ صرف اپنے ماضی سے وابستہ رہتی ہے بلکہ موجودہ دور کے چیلنجز کا جواب بھی فراہم کرتی ہے۔ دوسری طرف ٹیکنالوجی کا تعلق انسان کے علم و تجربے کی بنیاد پر بنائی گئی ایسی سہولیات اور نظاموں سے ہے جو زندگی کو آسان، مؤثر اور تیز رفتار بناتے ہیں۔ ٹیکنالوجی نے آج کے دور میں ہر شعبہ زندگی کو بدل کر رکھ دیا ہے، چاہے وہ طب ہو، تعلیم، معیشت یا مواصلات۔ انقلابی ٹیکنالوجی نے انسان کی سوچ، طرز زندگی اور معاشرتی ڈھانچے کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ ان تبدیلیوں کے ساتھ نئے مسائل، سوالات اور اخلاقی چیلنجز بھی سامنے آئے ہیں جن کا دینی زاویے سے جواب دینا لازم ہے۔ یہیں سے اجتہاد اور ٹیکنالوجی کے مابین تعلق کی نوعیت سامنے آتی ہے۔

اجتہاد ایک فکری، علمی اور دینی عمل ہے جبکہ ٹیکنالوجی ایک سائنسی، عملی اور مادی مظہر۔ لیکن دونوں کا مقصد ایک ہی ہے: انسانی زندگی کو بہتر بنانا۔ اجتہاد ہمیں یہ رہنمائی دیتا ہے کہ ٹیکنالوجی کو کس حد تک، کس انداز میں اور کن اصولوں کے تحت استعمال کیا جائے تاکہ اس کے فوائد سے فائدہ اٹھایا جاسکے اور نقصانات سے بچا جاسکے۔ یوں اجتہاد اور ٹیکنالوجی، اگرچہ بظاہر مختلف دائرہ ہائے کار رکھتے ہیں، لیکن حقیقت میں ایک دوسرے کے لیے معاون بن سکتے ہیں۔ لہذا اس مقالے کا مقصد اجتہاد اور ٹیکنالوجی کے درمیان فکری تقابل، باہمی مطابقت اور چیلنجز کا

جائزہ لینا ہے تاکہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ اسلامی فکر جدید سائنسی ترقیات کے ساتھ کیسے ہم آہنگ ہو سکتی ہے۔ آج جب Digital اور Space Science ، Genetic Engineering ، Artificial Intelligence دنیائے Ethics جیسے پیچیدہ مسائل سے دوچار ہے، تو اجتہاد کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ یہ مطالعہ اس سمت ایک سنجیدہ فکری کوشش ہے۔^(۱)

جدید دور میں مسلم معاشروں کو درپیش مسائل محض عبادات، حلال و حرام یا سماجی اقدار تک محدود نہیں رہے بلکہ اب یہ مسائل سائنسی ترقی، ٹیکنالوجیکل ایجادات، معاشی نظام، طبی اخلاقیات، ماحولیاتی چیلنجز اور ڈیجیٹل دنیا کی پیچیدگیوں تک پھیل چکے ہیں۔ Artificial Intelligence مصنوعی ذہانت، Virtual Reality مجازی حقیقت، Robot Ethics رابوٹ اخلاقیات، Genetic Cloning جینیاتی ہم شکل سازی، Social Media Ethics سوشل میڈیا کی اخلاقیات، اور Crypto currency ڈیجیٹل کرنسی جیسے موضوعات اب نہ صرف مغربی دنیا کے لیے بلکہ مسلم امہ کے لیے بھی اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔^(۲) ان مسائل کے حل صرف سائنسی تحقیق سے ممکن نہیں، بلکہ دینی نقطہ نظر سے ان پر روشنی ڈالنا بھی ضروری ہے تاکہ ان کے استعمال یا رد کا معیار صرف سائنسی مفاد نہیں بلکہ شرعی اصول ہوں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اجتہاد کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ اجتہاد کا مقصد محض سابقہ مسائل کی نئی تعبیر نہیں بلکہ جدید دنیا کے ان مسائل کا ایسا حل پیش کرنا ہے جو دینی اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔ ٹیکنالوجی ایک تیز رفتار ترقی پذیر مظہر ہے، جبکہ اجتہاد ایک علمی، تحقیقی اور اصولی طریق کار ہے جو ٹیکنالوجی کی رفتار کو دینی اصولوں کی روشنی میں قابو میں رکھ سکتا ہے۔ اگر اجتہاد کو اس کی اصل روح کے ساتھ زندہ کیا جائے تو یہ ٹیکنالوجی کے میدان میں اسلامی اقدار کی راہنمائی فراہم کرنے کا طاقتور ذریعہ بن سکتا ہے۔

بد قسمتی سے مسلم دنیا میں اجتہاد کا دروازہ عملی طور پر بند سمجھا جانے لگا ہے یا اسے صرف فقہی دائرہ تک محدود کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے ہم ٹیکنالوجی کے میدان میں مغربی فکر کے تابع ہو گئے ہیں، نہ کہ اپنے اصولوں پر مبنی آزادانہ تشخیص کے حامل۔ اس رویے نے امت کو یا تو ٹیکنالوجی کو مکمل طور پر رد کرنے پر مجبور کیا ہے یا بغیر کسی دینی رہنمائی کے اسے قبول کرنے پر۔ یہ دونوں انتہائیں نقصان دہ ہیں۔ اجتہاد ہی وہ راستہ ہے جو ایک معتدل، باشعور اور اسلامی اقدار پر مبنی طرز عمل کو ممکن بناتا ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اجتہاد اور ٹیکنالوجی کے باہمی تعلق کو نہ صرف سمجھا جائے بلکہ دونوں کو ایک دوسرے کا معاون بنایا جائے۔ ٹیکنالوجی کو صرف مغرب کی ایجاد نہ سمجھا جائے بلکہ اسے اللہ کی نعمت اور انسانی ذہن کی امانت تصور کیا جائے، اور اجتہاد کو ایک جامد اصطلاح کی

بجائے ایک متحرک فکری عمل کے طور پر زندہ کیا جائے۔ یہی سوچ ہمیں اس قابل بنا سکتی ہے کہ ہم نہ صرف ٹیکنالوجی کے دور میں اسلامی شناخت کو برقرار رکھ سکیں بلکہ دنیا کو دینی اصولوں پر مبنی جدید حل بھی فراہم کر سکیں^(۳)۔

اجتہاد اسلامی فقہ و قانون کا وہ بنیادی اور متحرک اصول ہے جس کے ذریعے بدلتے حالات، نئے مسائل اور غیر متوقع چیلنجز کا دینی بنیادوں پر حل تلاش کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا فکری و عقلی عمل ہے جو قرآن و سنت کے ابدی اصولوں کی روشنی میں جدید دنیا کے مسائل کا قابل قبول حل فراہم کرتا ہے۔ اجتہاد لغوی طور پر "کوشش، محنت، جدوجہد" کے مفہوم میں آتا ہے، جب کہ اصطلاحی لحاظ سے اس سے مراد وہ علمی و فکری کاوش ہے جس کے ذریعے قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کی بنیاد پر ایسے مسائل میں رائے قائم کی جاتی ہے جن پر صریح نصوص موجود نہ ہوں۔ اسلام کا قانونی و اخلاقی نظام صرف ماضی کے احکامات کا پابند نہیں بلکہ اس میں ایک خاص قسم کی لچک (Flexibility) اور تسلسل (Continuity) بھی موجود ہے، جو اسے ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ بناتا ہے^(۴)۔ اجتہاد اسی تسلسل کی علامت ہے۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر عباسی خلافت کے سنہری دور تک، اجتہاد کو علمی ارتقاء، فقہی تشکیل اور تمدنی ترقی کا ایک لازمی ذریعہ سمجھا گیا۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل جیسے فقہاء نے اجتہاد کے اصولوں کو منظم انداز میں مرتب کیا اور اپنے زمانے کے پیچیدہ مسائل کا حل پیش کیا۔ تاہم اجتہاد صرف ایک فقہی مشق نہیں بلکہ ایک فکری ذمہ داری بھی ہے۔ یہ عمل صرف مفتی یا فقیہ کی ذاتی رائے نہیں بلکہ علمی دلائل، گہری بصیرت اور دینی شعور پر مبنی اجتماعی فکر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اجتہاد میں نہ صرف اسلامی مصادر کی تفہیم ضروری ہے بلکہ زمانے کے تقاضوں، معاشرتی تبدیلیوں، انسانی ضروریات، اور سائنسی و ٹیکنالوجیکل ترقیات کا بھی مکمل شعور درکار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اجتہاد ایک ایسی راہ ہے جو اسلام کو جامد مذہب بننے سے روکتی ہے اور اسے ہر دور میں زندہ و متحرک رکھتی ہے۔ موجودہ دور میں اجتہاد کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے، کیونکہ انسان کو جن سائنسی اور اخلاقی پیچیدگیوں کا سامنا ہے وہ ماضی میں موجود نہ تھیں۔ Artificial Intelligence، بائیو ٹیکنالوجی، نیوروسائنس، اور ڈیجیٹل ورلڈ جیسے موضوعات پر شریعت کی رہنمائی صرف تب ممکن ہے جب ہم اجتہاد کے دروازے کو نئے انداز میں کھولیں۔ چنانچہ یہ تعارف نہ صرف اجتہاد کی بنیادوں کا تعین کرتا ہے بلکہ اس کی عصری اہمیت کو بھی اجاگر کرتا ہے تاکہ ٹیکنالوجی کے میدان میں اسلام ایک فعال اور رہنما قوت بن کر سامنے آ سکے^(۵)۔

ٹیکنالوجی کا شمار انسانی ترقی کے اُن اہم ترین عوامل میں ہوتا ہے جس نے زندگی کے ہر شعبے کو غیر معمولی طور پر متاثر کیا ہے۔ لغوی اعتبار سے "ٹیکنالوجی" دو الفاظ "ٹیکنے" (Technique) اور "لاجی" (Logy) پر مشتمل ہے، جس کا مطلب ہے: کسی مخصوص مہارت، طریقہ کار، یا سائنسی علم کو عملی شکل دینا۔ اصطلاحی طور پر ٹیکنالوجی سے مراد وہ تمام سائنسی، صنعتی اور تخلیقی ذرائع و آلات ہیں جو انسانی ضروریات کو پورا کرنے، سہولیات فراہم کرنے اور مسائل کو حل کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ ابتدائی انسانی ادوار میں جب انسان نے پتھر اور لکڑی کے اوزار بنائے، تب ہی سے ٹیکنالوجی کا سفر شروع ہو گیا تھا، مگر یہ سفر وقت کے ساتھ نہایت برق رفتاری سے ترقی کرتا گیا۔ صنعتی انقلاب نے ٹیکنالوجی کو ایک نئی جہت عطا کی اور پھر بیسویں صدی میں کمپیوٹر، برقی آلات، خلائی تحقیقات اور مواصلاتی نظام کی ایجادات نے دنیا کو گلوبل ویلج میں تبدیل کر دیا^(۶) اکیسویں صدی میں Artificial Intelligence، Nano، Internet of Things (IoT)، Robotics، Machine Learning، Technology، Biotechnology اور Virtual Reality جیسی جدید ٹیکنالوجیز نے انسانی فکر، اقدار، معیشت، تعلیم، صحت اور اخلاقیات پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ آج ٹیکنالوجی محض ایک سہولت نہیں بلکہ ایک عالمی طاقت بن چکی ہے جو قوموں کی ترقی، معاشی خود مختاری اور دفاعی صلاحیت کا معیار متعین کرتی ہے۔ تعلیم، صحت، مواصلات، زراعت، صنعت، عدالت، میڈیا اور حتیٰ کہ مذہبی سرگرمیوں میں بھی ٹیکنالوجی کا کردار ناقابل انکار ہو چکا ہے۔ قرآن کی ڈیجیٹل تفسیر، آن لائن دینی تعلیم، خود کار نماز ٹائمرز، اذان اپیلی کیشنز، زکوٰۃ کیلکولیٹر اور فقہی فیصلوں کے ڈیٹا بیس اس بات کا ثبوت ہیں کہ ٹیکنالوجی دین سے بھی جدا نہیں بلکہ اس کا معاون بن سکتی ہے۔ تاہم، جتنی سہولتیں ٹیکنالوجی نے فراہم کی ہیں، اتنے ہی چیلنجز بھی جنم دیے ہیں^(۷)۔

سوشل میڈیا کے غیر اخلاقی اثرات، پرائیویسی کا خاتمہ، ڈیجیٹل لت (Addiction)، ذہنی تناؤ، جھوٹی خبروں کا پھیلاؤ، اور مصنوعی ذہانت کے ذریعے انسانی فیصلوں کا کنٹرول جیسے مسائل اخلاقی و دینی سطح پر نہایت پیچیدہ ہو چکے ہیں۔ ان چیلنجز کا سامنا صرف سائنسی تحقیق سے ممکن نہیں، بلکہ ایسے فکری اور شرعی رہنمائی کے ذرائع کی بھی ضرورت ہے جو ان امور کو دینی اقدار کے مطابق جانچ سکیں۔ اور یہ فریضہ اجتہاد کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ لہذا ٹیکنالوجی کو محض دنیاوی ترقی کا ذریعہ نہیں بلکہ دینی و اخلاقی رہنمائی کے محتاج مظہر کے طور پر دیکھنا ہو گا۔ اس کے ساتھ اجتہاد جیسے اسلامی اصول کو جوڑ کر ہم ایسے فکری حل اور رہنما اصول پیدا کر سکتے ہیں جو نہ صرف ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال کو فروغ دیں، بلکہ اس کے منفی پہلوؤں سے بھی امت مسلمہ کو محفوظ رکھ سکیں۔

اسلامی تاریخ میں اجتہاد کا کردار نہایت ہی اہم، مؤثر اور متحرک رہا ہے۔ یہ عمل اسلامی فقہ کا وہ ستون ہے جس کے ذریعے ہر دور کے علما اور مجتہدین نے بدلتے حالات، جدید مسائل اور تمدنی تغیرات کا سامنا کیا۔ اجتہاد نے اسلامی شریعت کو ایک جامد نظام بننے سے روکا اور اسے ایک زندہ، متحرک اور ہر دور کے قابل عمل ضابطہ حیات کے طور پر قائم رکھا۔ اجتہاد کی بدولت اسلام نے نہ صرف مختلف زمانوں اور مقامات پر اپنا دائرہ عمل برقرار رکھا بلکہ انسانی ضروریات کے مطابق وسعت اور ہم آہنگی بھی پیدا کی۔ رسول اکرم ﷺ کے دور میں چونکہ وحی کا سلسلہ جاری تھا، اس لیے اجتہاد کی ضرورت بہت کم محسوس کی گئی، لیکن جب کوئی نیا مسئلہ سامنے آتا، تو نبی کریم ﷺ بذات خود اس پر اجتہاد فرماتے، یا صحابہ کرام کو اس کی اجازت دیتے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے کے موقع پر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: "جب تمہارے سامنے کوئی مسئلہ آئے تو کیسے فیصلہ کرو گے؟" انہوں نے جواب دیا: "اللہ کی کتاب سے، اگر وہاں نہ ملا تو سنت سے، اور اگر وہاں بھی نہ ملا تو اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔" اس پر نبی کریم ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ یہ واقعہ اجتہاد کی اہمیت اور اس کے شرعی جواز کو واضح کرتا ہے^(۸)۔ خلفائے راشدین کے دور میں اجتہاد کا عمل اپنی عملی اور اجتماعی صورت میں سامنے آیا۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے اپنے ادوار میں متعدد نئے مسائل پر اجتہادی فیصلے صادر کیے، جن کی بنیاد قرآن و سنت کی روشنی، حالات کا فہم، اور امت کے مفاد پر رکھی گئی۔ حضرت عمرؓ کے اجتہادی فیصلے تو خاص طور پر اسلامی قانون سازی کی تاریخ میں ممتاز مقام رکھتے ہیں، جیسے طلاق ثلاثہ کا ایک حکم، خراج کا نظام، اور فتوحات کے بعد زمینوں کی تقسیم کا معاملہ۔ عباسی دور کو اجتہاد کی ترقی کا سنہری دور کہا جاسکتا ہے۔ اس زمانے میں چاروں مکاتب فکر حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی کا قیام عمل میں آیا۔ ان فقہی مکاتب نے اجتہاد کو منظم اصولوں اور طریقوں کے تحت مرتب کیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے قیاس اور استحسان کا استعمال کرتے ہوئے اجتہاد کو وسعت دی، امام مالکؒ نے عمل اہل مدینہ کو بنیاد بنایا، امام شافعیؒ نے اصول فقہ کی بنیاد رکھ کر اجتہاد کو ایک علمی فریم ورک عطا کیا، جب کہ امام احمد بن حنبلؒ نے حدیث کی روشنی میں اجتہاد کی راہ متعین کی۔ اس دور میں علمی مراکز، جامعات، اور کتابت و تدوین کے عمل نے اجتہاد کو علمی استحکام عطا کیا۔ تاہم وقت کے ساتھ ساتھ اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کی اصطلاح عام ہوئی، جس کے پیچھے مختلف فقہی، سیاسی، اور معاشرتی اسباب کار فرماتھے۔ جب اجتہاد کو صرف مخصوص مجتہدین تک محدود کر دیا گیا، تو تقلید کا رجحان عام ہوا اور اجتہادی جرأت کم ہوتی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم دنیا میں نئے مسائل کے حل کے لیے اجتہادی بصیرت کمزور ہو گئی، اور شریعت کو بعض جگہوں پر جامد و غیر لچکدار بنا دیا گیا^(۹)۔

مگر جدید دور، خصوصاً بیسویں صدی کے بعد جب سائنسی، قانونی، اخلاقی اور تمدنی میدانوں میں تیزی سے تبدیلیاں آئیں، تو اجتہاد کی ضرورت نئے انداز سے ابھر کر سامنے آئی۔ بینکنگ، میڈیکل سائنس، جینیات، انٹرنیٹ، ڈیجیٹل معیشت، اور اخلاقی ضوابط جیسے بے شمار شعبے ایسے مسائل سے بھرے ہوئے ہیں جن کا جواب صرف نصوص سے نہیں، بلکہ علمی و اجتہادی محنت سے ممکن ہے۔ چنانچہ مسلم مفکرین، فقہاء اور اسلامی کونسلوں نے اجتہاد کے عمل کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی، جیسا کہ اسلامک فقہ اکیڈمی، دارالعلوم، اسلامی نظریاتی کونسل، وغیرہ کے کردار سے ظاہر ہے۔ آج جب دنیا Genetic Engineering، Artificial Intelligence، Space Technology جیسے نئے میدانوں میں داخل ہو چکی ہے، تو اجتہاد کو صرف علمی مشق نہیں، بلکہ امت کی فکری بقا کا ذریعہ بنانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اگر ہم اجتہاد کو ماضی کے کارنامہ کے بجائے مستقبل کے رہنما اصول کے طور پر اپنائیں، تو ہم دین کی اصل روح کے ساتھ ہم آہنگ رہتے ہوئے جدید دنیا کو صحیح سمت میں رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں^(۱۰)۔ ٹیکنالوجی نے تعلیم کو عالمی اور قابل رسائی بنا دیا ہے۔ آن لائن کلاسز، وچوئل لرننگ پلیٹ فارمز، ای-لائیبریریز، اور تعلیمی ایپس نے طلبہ و اساتذہ کے درمیان فاصلوں کو مٹا دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بھی آن لائن مدارس، قرآن ایپس، اور حدیث کے ڈیجیٹل ذخائر نے دینی علم کو عام کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ تعلیم میں ٹیکنالوجی کا کردار ایک انقلاب ہے جو تعلیم کو جدید اور قابل رسائی بنا رہا ہے۔^(۱۱)

سوشل میڈیا، واٹس ایپ، فیس بک، انسٹاگرام اور ٹک ٹاک نے معاشرتی رویوں کو بڑی حد تک تبدیل کر دیا ہے۔ ایک طرف جہاں ان ذرائع نے فوری رابطے کی سہولت دی ہے، وہیں دوسری طرف ان سے افواہوں، بے حیائی، وقت کے ضیاع، اور اخلاقی زوال نے جنم لیا ہے۔ دین اسلام میں بھی ٹیکنالوجی کا استعمال عام ہوتا جا رہا ہے۔ آن لائن فتویٰ، ڈیجیٹل اذان سسٹم، نماز کے اوقات کی ایپس، آن لائن صدقہ و زکوٰۃ، اور اسلامی ویب سائٹس اس بات کی گواہ ہیں کہ دین اور ٹیکنالوجی کا ملاپ ممکن ہے۔ مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ان سہولیات کا استعمال علمی، دینی اور اخلاقی اصولوں کے تحت ہو۔ اسلام کسی بھی جدید ذریعے کے خلاف نہیں، بشرطیکہ وہ شریعت کے دائرے میں ہو اور خیر کا ذریعہ بنے۔ ٹیکنالوجی نے انسانی ذہن اور جذبات پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ انٹرنیٹ کی لت، سوشل میڈیا پر شہرت کی دوڑ، آن لائن گیمرز، اور فحش مواد نے نئی نسل کو اخلاقی طور پر کمزور کر دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں ڈپریشن، ذہنی دباؤ، اور خاندانی نظام کی کمزوری جیسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

یہ تمام اثرات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ہمیں صرف ٹیکنالوجی کے فوائد پر خوش ہونے کی بجائے، اس کے نقصانات اور ان کے تدارک پر بھی غور کرنا ہو گا۔ اس کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھولنا اور نئے مسائل پر قرآن و سنت کی روشنی میں اجتماعی فکری کوشش کرنا ناگزیر ہے۔ اجتہاد ہی وہ روشنی ہے جو اندھیروں میں راستہ دکھاتی ہے، خاص طور پر جب انسان نئے فکری، سائنسی یا سماجی مسائل سے دوچار ہو۔

اسلام ایک ایسا ہمہ گیر اور زندہ دین ہے جو ہر دور کے تقاضوں کے مطابق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کی تعلیمات نہ صرف عبادات اور معاملات تک محدود ہیں بلکہ انسانی فلاح و بہبود سے متعلق ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ ٹیکنالوجی آج کے دور کا ایک بنیادی ستون ہے جو انسانی زندگی کے ہر گوشے میں شامل ہو چکی ہے۔ جب کہ اجتہاد ایک ایسا فقہی و فکری طریقہ ہے جس کے ذریعے نئے مسائل میں شرعی رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ اجتہاد اور ٹیکنالوجی کی فکری ہم آہنگی نہ صرف اسلام کی اجتہادی صلاحیت کا عملی مظہر ہے بلکہ یہ امت مسلمہ کو جدید دنیا کے ساتھ مربوط رکھنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

ٹیکنالوجی صرف ایک سائنسی اختراع نہیں، بلکہ ایک فکری، سماجی اور تمدنی قوت ہے۔ یہ انسان کے انداز فکر، طرز عمل اور تعاملات کو متاثر کرتی ہے۔ موبائل فون، انٹرنیٹ، مصنوعی ذہانت، میڈیکل ایجادات، اور سوشل میڈیا جیسے عوامل نے نہ صرف دنیا کو قریب کیا ہے بلکہ دینی مسائل کو بھی نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ جب اجتہاد کو ٹیکنالوجی کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فکر اپنے دائرے میں رہتے ہوئے جدید مسائل کا حل پیش کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، مصنوعی ذہانت (AI)، جینیاتی ترمیم، ڈیجیٹل کرنسی، اور آن لائن فتویٰ جیسے امور میں اجتہادی سوچ کی ضرورت ہے تاکہ امت گمراہی سے محفوظ رہ سکے۔

اجتہاد اب صرف فردی سطح پر ممکن نہیں رہا، بلکہ اجتماعی اجتہاد کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ ڈیجیٹل لائبریریاں، فقہی ڈیٹابیس، آن لائن مکالمے، اور ورچوئل اجتہادی کانفرنسز اجتہاد کو نئی جہتیں دے رہے ہیں۔ اس فکری ترقی کے ذریعے علماء اور ماہرین ایک مشترکہ فورم پر جمع ہو سکتے ہیں۔ اجتہاد کے بغیر بہت سے مسائل پر شرعی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ مثلاً آن لائن نکاح، کرپٹو کرنسی اور بلاک چین، (کیا یہ سود کے زمرے میں آتی ہیں یا نہیں؟ اس پر اجتہادی غور و فکر کی ضرورت ہے۔) ورچوئل عبادات (کوڈ-۱۹ کے دوران آن لائن جمعہ، دروس قرآن، اور اعتکاف کی حیثیت پر اجتہاد کی روشنی میں رائے دی گئی)

اسلام ایک عالمگیر دین ہے جو نہ صرف روحانی اور اخلاقی مسائل میں رہنمائی فراہم کرتا ہے بلکہ سائنسی، تمدنی، اور سماجی معاملات میں بھی اصولی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے اصول وقت اور حالات کے مطابق مسائل کے حل کی اجازت دیتے ہیں، اور اس ضمن میں اجتہاد کا تصور نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ سائنسی ترقی کے نتیجے میں روز بروز ایسے نئے مسائل سامنے آرہے ہیں جن کا حل فقہی کتابوں میں براہ راست موجود نہیں۔ ایسے میں اجتہاد ہی وہ ذریعہ ہے جو اسلامی اصولوں کی روشنی میں ان مسائل کو سمجھ کر شرعی رہنمائی فراہم کرتا ہے^(۱۲)۔

اجتہاد کی اہمیت اس وقت دوچند ہو جاتی ہے جب سائنسی میدان میں ایسی تبدیلیاں رونما ہوں جو انسانی زندگی کے بنیادی ڈھانچے پر اثر انداز ہوں۔ مثلاً: جینیاتی ترمیم (Genetic Editing)، کلوننگ، مصنوعی ذہانت (AI)، نامیاتی اعضا کی تبدیلی، مصنوعی رحم، سٹیم سیلز ٹیکنالوجی، اور دیگر پیچیدہ مسائل میں اجتہاد ہی ہمیں شریعت کے مطابق راہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔ اگر اجتہاد نہ ہو تو دین اسلام سائنسی ترقی کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہو سکتا اور امت مسلمہ علمی طور پر پیچھے رہ جائے گی۔ اسلام میں اصول فقہ اور مقاصد شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اجتہاد ایک ایسا آلہ ہے جو انسانی عقل، تجربہ اور مشاہدے کو دینی اصولوں کے مطابق ڈھالتا ہے۔ جب کوئی نیا سائنسی مسئلہ سامنے آتا ہے تو مجتہدین قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کی روشنی میں اس کا حل تلاش کرتے ہیں۔

اسلامی دنیا کو اگر سائنسی دنیا میں ترقی کرنی ہے تو اجتہاد کو سائنسی بنیادوں پر استوار کرنا ہو گا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ علماء کرام، سائنس دانوں اور ماہرین فقہ کے درمیان مکالمہ اور اشتراک عمل ہو۔ مصر، ملائیشیا، سعودی عرب، پاکستان، اور قطر میں قائم اسلامی ریسرچ کونسلز اور فقہی اکادمیوں نے اس شعبے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ فقہی ادارے اور سائنس دان اگر مشترکہ تحقیق کریں تو اجتہاد ایک ایسا پل بن سکتا ہے جو دینی اصولوں اور سائنسی ترقیات کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرے گا۔

جدید دور میں کرپٹو کرنسی، ڈیجیٹل بینکنگ، اور ای-کامرس جیسے نظاموں نے روایتی مالیاتی اصولوں کو چیلنج کیا ہے۔ اسلامی معیشت کے بنیادی اصولوں میں سود (Interest)، غرر (غیر یقینی معاہدہ)، اور قمار (جوا کی ممانعت شامل ہے) (صحیح مسلم: ۱۵۹۶، سنن ترمذی: ۱۲۰۹)۔ ڈیجیٹل معیشت کے تمام ماڈلز ان اصولوں کے تابع ہونے چاہئیں۔ مجمع الفقہ الاسلامی (OIC Fiqh Academy) نے کرپٹو کرنسی پر فتویٰ دیتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی کرپٹو نظام دھوکہ، فریب یا سود پر مبنی نہ ہو تو اس کے جواز پر غور ممکن ہے، بشرطیکہ ریاست اسے تسلیم کرے اور اس کے پیچھے شفافیت ہو۔ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نے بھی آن لائن تجارت کے لیے شرعی اصول وضع

کرنے کی سفارش کی ہے۔ ان مسائل میں اجتہاد کی روشنی میں جدید رہنمائی ناگزیر ہے تاکہ مالیاتی نظام شریعت کے تابع رہے۔

سوشل میڈیا کا پھیلاؤ معاشرتی اور اخلاقی زندگی پر براہ راست اثر ڈال رہا ہے۔ سوشل میڈیا پر غیر اخلاقی مواد، جھوٹی خبریں، کردار کشی، اور غیبت کا بازار گرم ہے۔ علمائے کرام اور مفتیان کرام نے سوشل میڈیا کے استعمال پر شرعی رہنمائی فراہم کی ہے کہ یہ ذریعہ اگر نیک، دعوت، تعلیم اور اصلاح کے لیے استعمال ہو تو باعث اجر ہے، بصورت دیگر گناہ کا موجب بنتا ہے۔ جدید اجتہاد کا تقاضا ہے کہ ڈیجیٹل دنیا کے لیے واضح ضابطہ اخلاق وضع کیا جائے جس میں پرائیویسی، عزت نفس، اور حق و باطل کی حدود متعین کی جائیں۔

موجودہ دور میں ٹیکنالوجی سے متعلق فتاویٰ اور فیصلے صرف انفرادی سطح پر نہیں بلکہ اجتماعی اجتہاد کے تحت کیے جانے چاہئیں۔ اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی (OIC)، دارالافتاء مصر، دارالعلوم دیوبند، اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا جیسے ادارے سائنسی اجتہاد پر کام کر رہے ہیں۔ ان اداروں نے بتایا ہے کہ اکیسویں صدی میں اجتہاد کو صرف فقہی مسئلہ نہ سمجھا جائے، بلکہ یہ سائنسی اخلاقیات، معاشرتی ساخت، اور قانونی نظام کے لیے بھی ضروری ہے۔ مستقبل کی حکمت عملی میں جدید دینی جامعات میں فقہ اور سائنس کو یکجا کر کے ایسے علماء تیار کرنا ہوں گے جو اجتہاد اور ٹیکنالوجی دونوں میں مہارت رکھتے ہوں۔

جدید ٹیکنالوجی خصوصاً انٹرنیٹ، موبائل ایپس، ویب سائٹس اور سوشل میڈیا نے فتویٰ سازی کے عمل میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کی ہے۔ اب فتاویٰ صرف روایتی مراکز تک محدود نہیں رہے، بلکہ دنیا کے کسی بھی کونے سے مسلمان اپنا سوال ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر بھیج کر مستند جواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اس حوالے سے دارالافتاء مصر (Dar al-Ifta al-Misriyyah)، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، جامعہ الازہر، جامعہ دارالعلوم کراچی اور اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نمایاں ادارے ہیں جو ڈیجیٹل فتویٰ سروسز فراہم کر رہے ہیں۔ ڈیجیٹل فتاویٰ کے نظام نے لوگوں کی روزمرہ زندگی کو آسان بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب نوجوان طبقہ، خواتین، بیرون ملک مقیم مسلمان، اور ایسے افراد جو براہ راست دارالافتاء تک نہیں پہنچ سکتے، انٹرنیٹ کے ذریعے فوری رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ دارالافتاء مصر کی ویب سائٹ اور موبائل ایپ روزانہ ہزاروں سوالات وصول کرتی ہے، جن کا جواب فقہی اصولوں کی روشنی میں تربیت یافتہ مفتیان دیتے ہیں۔ ان کے فتاویٰ عربی، اردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔

اگرچہ ڈیجیٹل ذرائع نے فتویٰ سازی کو سہل بنایا ہے، مگر ساتھ ہی کئی چیلنجز بھی پیدا کیے ہیں۔ بعض غیر مستند ویب سائٹس اور سوشل میڈیا اکاؤنٹس سے ایسے فتاویٰ جاری کیے جاتے ہیں جو نہ تو علمی طور پر درست ہوتے ہیں، نہ ہی شرعی اصولوں کے مطابق۔ اس سے عوام میں گمراہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نے ایک ضابطہ اخلاق تجویز کیا ہے جس میں فتویٰ جاری کرنے کے لیے سند یافتہ اور تربیت یافتہ علماء کی منظوری لازمی قرار دی گئی ہے۔

جدید دنیا میں جہاں سائنس اور ٹیکنالوجی روز بروز نئی جہتیں اختیار کر رہی ہیں، وہاں اسلامی معاشروں کو درپیش چیلنجز بھی تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ ان چیلنجز سے مؤثر طور پر نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ علماء کرام اور ماہرین ٹیکنالوجی کے درمیان گہرا فکری اور عملی تعاون قائم ہو۔ اجتہاد ایک ایسا فکری اور شرعی عمل ہے جس کے ذریعے دور حاضر کے مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں تلاش کیا جاتا ہے، اور یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب علماء عصری علوم کو بھی سمجھیں اور ٹیکنالوجی کے ماہرین دینی شعور کے حامل ہوں۔ اسلامی تاریخ میں ہمیشہ علماء نے طب، فلکیات، ریاضی اور دیگر سائنسی علوم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شرعی احکام کی تفہیم کی کوشش کی ہے۔ آج بھی اسی جذبے کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جدید سائنسی ایجادات جیسے مصنوعی ذہانت (AI)، ڈیجیٹل بائیومیٹرکس، ورجنل کرنسی، میٹاورس، بائیو ٹیکنالوجی، اور روبوٹکس سرجری جیسے موضوعات پر اسلامی نقطہ نظر سے رہنمائی فراہم کی جاسکے۔

ٹیکنالوجی نے اجتہاد کے عمل کو کئی اعتبار سے آسان بنایا ہے۔ علماء اور مجتہدین اب دنیا بھر کے دینی و عصری ماہرین سے آن لائن رابطے، ڈیجیٹل کتب خانوں، فتویٰ ڈیٹابیس، اور قرآن و حدیث کی تفسیراتی سافٹ ویئرز کے ذریعے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً "الموسوعة الفقهية الكلبية" اور "الدرر السنية" جیسی ڈیجیٹل لائبریریاں علماء کے لیے فوری علمی رسائی فراہم کرتی ہیں۔ ڈیجیٹل ذرائع نے اجتہاد کی رفتار، دائرہ کار اور دستاویزی طاقت کو تین گنا بڑھا دیا ہے، بشرطیکہ انہیں فکری دیانت اور علمی گہرائی کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

آج کی نوجوان نسل میں سوال اٹھانے، تحقیق کرنے اور دلیل سے بات سمجھنے کا رجحان زیادہ ہے۔ اجتہادی رویے اگر ان کی زبان، سوالات اور فکری سطح سے ہم آہنگ نہ ہوں تو دین سے دوری پیدا ہو سکتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اجتہادی خطابات، نصاب، اور فتاویٰ نوجوانوں کے جدید ذہنی اور تعلیمی تناظر میں پیش کیے جائیں۔

حوالہ جات

- ارمضان، طارق۔ Radical Reform: Islamic Ethics and Liberation (نیویارک: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ص ۳۷، ۲۰۱۰ء)
- ۲۱ کمالی، محمد ہاشم، The Middle Path of Moderation in Islam: The Qur'anic Principle of Wasatiyyah۔ (آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ص ۴۲) ۲۰۱۱ء
- ۱۳ احمد، محمد زبیر، "ٹیکنالوجی اور اسلامی تعلیم: مواقع اور چیلنجز"، علمی رسالہ اسلامی تعلیم (جلد ۸، شمارہ ۲، ص ۵، صفحات ۶۲) ۲۰۱۵ء
- ۴ رضا، فاطمہ، "جدید طبی ٹیکنالوجی اور اسلامی فقہ: اخلاقی مسائل اور اجتہادی تقاضے" (جریدہ اسلامی طبی علوم، جلد ۵، شمارہ ۱، ص ۲۰) ۲۰۱۸ء
- ۵ حسین، علی رضا، "سوشل میڈیا اور معاشرتی رویے: ایک اسلامی نقطہ نظر" (مجلہ سماجی علوم، جلد ۱۲، شمارہ ۳، ص ۱۰۰) ۲۰۲۰ء
- ۶ نعیم، آمنہ، "دین اور ٹیکنالوجی کا امتزاج: جدید دور میں اسلامی خدمات" (اسلامی ثقافت کا جریدہ، جلد ۱۳، شمارہ ۱، ص ۸۵) ۲۰۲۲ء
- ۷ قریشی، غلام مصطفیٰ، "دینی اجتہاد اور جدید مسائل: ایک تحقیقی جائزہ" (اسلامی تحقیقاتی جرنل، جلد ۱۰، شمارہ ۲، ص ۷۵) ۲۰۱۴ء
- ۸ ندیم، عائشہ، "اسلام، اجتہاد اور ٹیکنالوجی کا امتزاج" (جریدہ علوم اسلامیہ، جلد ۱۲، شمارہ ۳، ص ۱۲۸) ۲۰۱۹ء
- ۹ پرویز، فاطمہ، "اجتہاد اور اسلامی قانون: تبدیلی کے تقاضے" (مجلہ فقہی علوم، جلد ۷، شمارہ ۲، ص ۶۰) ۲۰۱۶ء
- ۱۰ ارفج، سارہ، "سائنس، ٹیکنالوجی اور دینی اجتہاد" (اسلامی فکر اور جدیدیت، جلد ۵، شمارہ ۴، ص ۶۹) ۲۰۱۷ء
- ۱۱ احمد، فیصل، "اسلامی فقہ میں جدید مسائل اور اجتہاد کی مثالیں" (جرنل آف اسلامی اسٹڈیز، جلد ۱۶، شمارہ ۱، ص ۱۳۸) ۲۰۲۱ء
- ۱۲ ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات فقہ اسلامی، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ص ۳۶۹) ۲۰۰۷ء